رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں، نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تُکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے بدوے رعایت لکھنؤ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردانِ مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (عہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنیے اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے حسب مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ماہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ باخیر شما بہ سلامت۔ ہندوستان بھر میں ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ ورنہ عدم مانیں تو تدبیر کوشش سے نامہ اٹھائیں مذہب یا وفاداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے رو تقاضے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی خط کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔ [illegible]

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مصلحت پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ مضامین غیب نمبر ۲۸

بابتہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء

منطق آمیز کلیم بنام خواجہ حسن نظامی

خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ "درویش" میں تمہاری دو تحریریں دیکھیں۔ ایک میں تو نری دراز نوائی ہے "میں ایسا ہیں ویسا ہوں میں ووں" باقی پیروں کی سی گفتگو ہے۔ خاک چاٹ کے کتنی ہوں خور را انسان کو نہ چاہئیں پیری کی مسند پر پہنچ کے تمہیں اور زیادہ جھکنا چاہیے۔ جب تم پیر ہو کے اپنے بڑھ بڑے ہو کر مریدوں کو انکسار کی تعلیم کیا خاک دوگے مریدوں کے سامنے ایسی باتیں کرنے میں شاید کوئی مصلحت ہو اس بیچ کیا؟ چونکہ ہیں آئے گھر کر دوسری تحریر امید ہے آباد کے فوکاروں دیکھتے ہی میں دنگ ہو گئی۔ اور اب بھی کہ تمہارے حیدرآباد جانے کا مقصد بہت اونچا تھا۔ وہ کیا؟ مزاج گوئی۔ یعنی وہ پیر جیسے پڑے مریدوں [illegible] اور محروم [illegible] کہتے ہیں۔ تمہاری دوسری تحریر نے پہلی تحریر کا بھرم اچھی طرح کھول دیا۔ پہلے مضمون میں تمہارے دعوے کا مفہوم یہ ہے کہ نوکری انسان کو محدود خیال بنا دیتی ہے نواب صدر یار جنگ صدر الصدور امور مذہبی اور کسی نوکر ہونے کے سبب تنگ خیال یا محدود خیال کے آدمی ہیں۔ میں [illegible] آزاد [illegible] نواب [illegible] یار جنگ کی نیابت کیا کروں گا؟

ابھی خواجہ صاحب، مذہب رضا و [illegible] ایک قید یا ایک حد کا نام ہے جو خیال کو اپنی لمبائی سے آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ مذہب کی پابندی خود ہی نوکری ہے۔ مبارک ہے وہ نوکری جو مذہبی نگرانی سے متعلق ہو۔ اس سے بھاگنا اپنے بیدائی جان کر کوئی فخر کی بات نہیں۔ تمہارے لیے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ نواب صدر یار جنگ بہادر جیسی منطقی بہت کرتے۔ انہیں مذہب کا غلام

لگتے اور خود ہر قید سے آزاد تھے۔ دوسرے دعوے کا مطلب یہ ہے کہ تم مریدوں کی نئی پود بڑھانا پسند نہیں کرتے کہ پرانے مریدوں کی انسانی تکمیل ہی کا بڑا کام میرے سامنے باقی ہے۔ یہ بھی عجیب نامعقول بات ہے۔ خدا نے ہر فرد کو خلقت کے اعتبار سے مکمل بنایا ہے۔ تم خدا کے دوسرے نہیں ہو۔ کہ جو نقصان محدود ہو اسے پورا کر سکو۔ تمہارے مرید ہر سال بڑھتے ہیں۔ اب قسم کھا کے بیان کر دو کہ پہلے سال جو لوگ مرید ہوئے تھے کیا تم نے انہیں جب تک پورا انسان نہیں بنایا اس وقت تک دوسرے مرید نہیں بنائے؟ ہاں کہو گے تب بھی منطقی شکنجے میں پھنسو گے اور نہیں کہو گے تو بھی۔ تیسرا دعوے یہ ہے کہ سیاسیات ہر شام بدلتے رہتے ہیں۔ میں انسان کو غیر متغیر قوت سے وابستہ کرنے کے لیے دنیا میں آیا ہوں۔ یہ بھی بڑا بول ہے۔ کیا معنی کہ تم خود متغیر ہو۔ اگر تمہارا تغیر نہیں غیر متغیر قوت سے وابستہ کیے ہوئے ہے تو سیاسیات کا تغیر بھی اس وابستگی کو اثر نہیں پہنچا سکتا۔

پہ تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ میں اجمیری کمانے کو آیا ہوں [illegible] سننے اور زمانے پینے ہی نہیں آیا۔ اگر جہاں جاتے ہو وہی ہوتا ہے [illegible] من چاہے [illegible] بائے۔ کی شکل میں ملتی ہے۔ ایک روزنامچے پر نظر پھر سے [illegible] بول ملتے ہوں گے۔

دعوتیں ایسی [illegible] جاتا ہے

اب کام چل نکلا ہے تو چاہا جا کے باتیں کرتے ہو۔ خدا کے سیکڑوں نیک بندے اس وقت سجادہ نشین ہیں ان کی آمدنی کی صورت یہی ہے۔ وہ مانگتے نہیں مگر دیتا ہے لے لیتے ہیں۔ یہ کھلم کھلا ان پر اوروں نے آوازے کسنا اور انہیں چھپنا کیسا؟ پانچواں دعویٰ یہ ہے کہ میں یہاں سفارش کرنے نہیں آیا کیونکہ سفارش کی عادت انسان کی ذاتی قوت عمل کو ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ میرے پاس سفارش کرانے نہ آؤ۔ یہ دعویٰ بھی نیک آدمی نہیں کر سکتے۔ "خیر الناس من ینفع الناس" رسول اللہ نے سیکڑوں محتاجوں کی سفارش امیروں سے کی اگر یا تم نے قوت عمل کو ملیامیٹ کر دیا؟ توبہ کرو۔ سفارش بجا ہو تو کی

کاروائی [illegible]

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۲۹ء

عدالت جناب منصف صاحب بہادر [illegible] منشی [illegible] جنگ بہادر سنگھ وغیرہ ساکنان [illegible] مدعی

بنام

رتی پال سنگھ وغیرہ [illegible] مدعا علیہ

[illegible]

ملتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر روز مذکورہ تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۲۹ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۳۶ سنہ ۱۹۲۹ء

عدالت خفیفہ جناب [illegible] صاحب بہادر [illegible]

[illegible] مدعی

بنام

[illegible] مدعا علیہ

[illegible]

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۹ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

ہوتی ہے ناجائز بھی۔ ناجائز سفارش بُری ہے اور جائز ناممکن سفارش میں کسی صاحب حاجت سلطان دو شخص گردن پکڑا آ ہے بات مولوی صاحب [illegible] کہتے ہیں۔ اگر لوگ تمہاری سفارش نہ کرتے اور تمہارا نام حضور نظام کے کانوں تک نہ پہنچاتے تو آج تم بھی حیدرآباد تشریف لیجاتے اور وہاں [illegible] کی نوبت کبھی نہ آتی۔ صاف صاف یوں کیوں نہیں کہتے کہ زیادہ سفارشیں کرنے میں خود میں ہلکا اور سبک ہو جاؤں گا۔ اور اگر اپنے معاملات میں مدد لینے کی ضرورت آن پڑی تو میری درخواست بھی بے کھاتے میں پڑ جائے گی۔ اسکے بعد تم کہتے ہو میں پیر بھی ہوں سید بھی ہوں پیرزادہ بھی ہوں انشا پرداز بھی ہوں مشکل ہے کہ ان دعووں میں کسی مقام پر ناچیز بندہ خدا ہونے کا دعویٰ کہیں نظر نہیں آتا۔

اسے ہے مجھے ایک پیر کو بات کرنے کی دیر لگانی پڑی۔ خواجہ صاحب زمانہ [illegible] میں ایک عورت ذات پردہ نشین ہوں عقل ناقص ہے جو کچھ کہتی ہوں تمھارے بھلے کو نہیں یوں کہنا چاہیے تھا

(۱) یہ خبر غلط ہے کہ میں [illegible] آپ کے عہدے پر مقرر کیا جاؤں گا۔ یہ بڑا عہدہ ہے یہ بار مجھ سے نہیں سنبھل سکتا۔ اس مسند پر ایک عالم باعمل بیٹھے تو اچھا ہے۔ [illegible]

(۲) انسانوں کو نیک مشورہ دینا میرا کام ہے اپنے علم اور امکان بھر فرض ادا کرتا ہوں۔ [illegible] کو خدا معاف کرے۔

(۳) سیاسیات میں دخل دینا اُن لوگوں کو زیب دیتا ہے جو دنیا کے تغیرات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ میدان میرے لیے تنگ ہے۔

(۴) خدا نے اپنے فضل سے بسر اوقات کے لیے کافی سامان کر دیا ہے لہذا اب نذرانے اور دعوت کی ضرورت نہیں۔

(۵) سفارش کی توقع مجھ سے نہ رکھو میں خود محتاج سفارش ہوں۔ یہ میری مصلحتوں کے خلاف ہے۔

(۶) ایک بات [illegible] ہوں [illegible] ہے اکثر [illegible] میں [illegible] کی نیت سے کرتے رہتا ہوں۔

(۷) اپنے بچوں کا علاج کروانے یہاں آیا تھا۔ اسکے ساتھ ہی ایک نصیحت بھی کرتا ہوں کہ [illegible] پیدا نہ کرو۔ ہندو ہو یا مسلمان اس ملک کی [illegible] اور لڑائی جھگڑے [illegible] اپنی حکومت نہ [illegible]۔ اور بھی ایک غرض میری یہاں آنے سے [illegible] مغربی [illegible] اپنے اپنے بچے [illegible]



ہائے ہائے سردی لگتی ہے - ہو ہو ہو ہو

[illegible] برٹش [illegible] شوہروں کی گود میں بچے [illegible] انگلستان [illegible] طریقہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے جا رہی ہیں۔ تاکہ [illegible] کے بچوں کو [illegible] اصول کے موافق تعلیم و تربیت دے سکیں [illegible] بچے [illegible] مسلمان عورتوں کی ہمت دیکھ کے میری باچھیں کھل گئیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ مسلم قوم کی [illegible] زندگی کے دن قریب آ گئے ...... میں حیدرآباد کی گورنمنٹ اور مسلمان رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انکے یہاں ایسی [illegible] عورتیں پیدا ہوئیں

جو [illegible] کے لیے میدان میں آگے بڑھیں [illegible] عورت [illegible] کی ضرورت تھوڑی سی جماعت اور [illegible] ہو جائے تو مطلب [illegible] ہو جائے گا اب یہ خواتین [illegible] جا کے [illegible] طریقہ بچوں کی پرورش اور تعلیم [illegible] ترتیب تعلیم کرنا چاہیے۔ مثلاً شروع سے [illegible] بچہ [illegible] ہسپتال میں جاؤ۔ جب [illegible] کی آواز کان میں آئے تو کانوں میں اذان دینے کی ضرورت نہیں۔ تھوڑی سی [illegible] کی جگہ [illegible] بچے کے حلق میں [illegible] ضرورت کبھی نہیں [illegible] اور [illegible] کی آیت [illegible] میں [illegible] کی تحصیل ہو جائے گی۔ میاں [illegible] تمہارے پیٹ سے نکلا ہے [illegible] انسان کے [illegible] بنا ہے بچہ تھوڑے دنوں میں [illegible] ہو جائیگا قدرت ہے [illegible] جو اس نے انسان کو بھی [illegible] دے دے۔ آجکل ڈاکٹروں کی [illegible] ہندوستانی [illegible] اسی قسم کی اور [illegible] باتیں [illegible] بچے کے بعد بھی گھر میں کتابوں کی سیر سے ان باتوں کی اطلاع ممکن نہ تھی اس [illegible]

[illegible]

خواجہ صاحب میری [illegible] عمر آئی۔ [illegible] دس [illegible] بیٹیاں پوتے نواسیاں [illegible] ماں کے [illegible] سب [illegible] جو [illegible] موجود ہیں تو کیا [illegible] اور [illegible] کا سبق میں نے ولایت جا کے سیکھا تھا۔ [illegible] ہندوستان میں کروڑوں عورتیں موجود ہیں جنکے

بچوں کی اٹھان دیکھی ہے اور انھوں نے کبھی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھا۔ عورتوں کا تو خیر کام ہی بچے پالنا ہے۔ مگر تمھاری یہ دو خاتونیں جو چھوٹے بچے لے کے بچے چھوڑ کے ولایت جا رہی ہیں ان میں سے بقول تمھارے ایک اپنا ڈھائی سال کا بچہ بچے کے باپ کے سپرد کر کے جا رہی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاں صاحب بچہ پالنے کے فن میں اپنی بی بی سے زیادہ سلیقہ رکھتے ہیں اور بی بی صاحب نے یہ سلیقہ حاصل کیے بغیر ہی خواہ مخواہ اولاد پیدا کرنے کا فرض اپنے ذمہ لیا۔

خواجہ صاحب! کسی بات کو دیکھتے ہی بغیر سوچے سمجھے تعریفوں کے پل باندھنا تمھارے لیے مناسب نہیں۔ آج یہ عورتیں پردے کی اسلامی اور مستقل قید سے آزاد ہو کے دو چار عورتیں "ہن جیسی کل مسلمان عورتوں کا ایک جتھا ولایت سے یہاں کے سر پر شیخ سدو کیپن اور فرد بی بی کے باتوں پر آوارہ بھرنا سیکھ کے آئیگا اور تمھاری خوشامدوں ہی زبان سے مبارکباد دینے گا۔ تم پر نہیں بھگا دو گے حیدرآباد کی گورنمنٹ اور مسلمان رعایا کو مبارکباد تو اگر وہ یہ جانتے ہوں جن کا کفر ٹوٹا اور اسلام کامل ہوا ہے تو خواجہ صاحب خدا کے لیے زنبیل چکنانے کا کنگھا اور دو تمہ سنبھال کے جلدی سے نکٹ لو اور اسلام کو جس نہ بچھ ڈو۔ ابھی تمھاری عمر تعلیم کے قابل ہے رو گئی اسلامی اصول و فروع ضرور عربی اسلامی اصول و فروع سے بہتر ہونگے۔ اے اہل عرب کے جد جنگل کے رہنے والوں کا پھیلایا ہوا اسلام بھی کوئی اسلام ہے؟ اگر دنیا اسی اسلام کو لیے بیٹھی رہے جس کی ہر ایک رسم آج چلنے کے قابل نظر آتی ہے تو وہ مسلمان ہی نہیں۔ ایک اٹھا اور کہنے لگا روزہ ہرگز واجب نہیں خصوصاً ہندوستان کے سے گرم ملک میں۔ دوسرے نے پردے کی مستقل قیدوں کی دشمنی ادھر ادھر کی حکایتوں اور اسلامی شہزادیوں کی دیدہ دلیری کی تبلیغ سے کاٹی۔ تیسرے نے اسلام میں تناسخ کا عقیدہ گونا۔ چوتھے نے ختم رسالت کی بنیاد کھودی اور خود رسول بننے کی ٹھانی۔ پانچویں نے طہارت اور

نجاست کو ایک ہی لکڑی ہانکا۔ چھٹے نے سود حلال کیا۔ ساتواں اس کوشش میں ہے کہ شراب خواری جائز ہو جائے۔ چند روز ہیں رسالہ نکلنے والا ہے کہ خمر وہی چیز ہے اور وسکی شئے دیگر ہے۔ خمر بیشک ناجائز ہے جو رسول اللہ کے وقت میں بے احتیاطی کے ساتھ بنائی جاتی تھی۔ وہسکی ایک مقوی دوا ہے اور دماغی کاموں سے تھکنے کے بعد اتنا استعمال ہو سکے ... اس کا استعمال کیا جائے جو بدمستی اور بیہوشی نہ پیدا کرے وکیل لاٹ صاحب تک پہنچے ہیں علی ہذا القیاس اگلے زمانے کے سور غلیظ کھاتے تھے اسلیے حرام تھے اگر دانہ کھلا کے پالے جائیں تو وہ بھی جائز ہیں۔ ترقی یافتہ یورپ آج جسمانی طاقت کے اعتبار سے جو دنیا پر غالب ہے اسی پاک گوشت کے صدقے ہیں۔ جاہلو خدا بچائے مولویوں سے انھیں قرآن سمجھنے کا سلیقہ نہیں حدیث پر چلتے ہیں۔

اے ہے میں اپنے جوش میں ساری دنیا کا حال کہنے بیٹھ گئی۔ حالانکہ گفتگو صرف تم سے ہو رہی تھی۔ مجھے تم سے خاص اعتقاد تھا۔ تمھاری کتابیں شوق سے پڑھتی تھی گو ابھی ہزاروں میں تمھاری بیبیوں کی دل پھیکا پڑ گیا۔ اے ہوش کی دوا کرو۔ بچوں کی تعلیم تو یہ بھی کوئی چیز ہے جو لطیفہ پہ شہر جائے آزادی کو نہ آئے اور جو کوئی پیدا ہیں جا کے اسے سیکھے اور وہاں جا دو اور عربی خطاب پالے۔ تم کیا نثاری کرتے ہو یا وہ ہے؟

واقف

سلطان آرا بیگم

نیتیں ہوگئیں تقسیم جب روز ازل
درد دل پورا کا پورا "رکھ دیا میرے لیے"

مولانا پنچ کی عادت ہے کہ جہاں کچھ شعر و شاعری کا جھگڑا اصحاب غریب ادبار کے سر منڈھ دیا۔ کوئی حقیقت شناس صاحب ہیں انھوں نے کسی استاد شاعر سے ملاقات کی۔ ستم گر عنوان شعر و سخن اور استاد کی طبع بندہ نواز کا نتیجہ تصرف ہے۔ بمضمون طول الذیل ہے اور حقیقت شناس صاحب نوشتہ انشا پرداز ہیں جس طرح مائی کا راگ شاعر کا ڈٹ چاٹ کے تو جیہ

بعدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر گونڈا

درخواست دیوالیہ نمبر ۱۰ بابت ۱۹۲۹ء

مسماۃ پاربتی دیوالیہ

بنام

لالہ سکھ رام داس قرضخواہان وغیرہ

بنام

لالہ سکھ رام داس۔ رام دیو ناتھ۔ [illegible] رام بھوانی پرشاد۔ بھیمن چندی داس۔ رام سروپ۔ [illegible] درگا پرشاد۔ [illegible] ہری رام۔ [illegible] رام [illegible] سورج لال۔ [illegible] دھرم رام۔ رام سروپ [illegible]

ہرگاہ کہ مسماۃ مذکورہ سائلہ نے عدالت ہذا میں ایک درخواست بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۲۹ء واسطے قرار دیے جانے دیوالیہ کے گزرانی ہے۔ اور ہرگاہ عدالت ہذا نے تاریخ ۱۹۲۹ء واسطے سماعت درخواست مذکور کے مقرر کی ہے لہذا تم کو بذریعہ اطلاع ہذا قرضخواہان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر تم کو نسبت درخواست مذکور کے عذر ہو تو اصالتاً یا معرفت کسی وکیل یا دیگر کے حاضر عدالت ہو کر عذر کرو۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مجاز

مہر عدالت

باستثنائے معاملات مخصوصہ

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ [illegible]

بعدالت عالی اجلاس جناب شیخ [illegible] صاحب بہادر [illegible] مقام [illegible] ضلع [illegible]

[illegible]

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۰ اگست ۱۹۲۹ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مجاز انگریزی

مہر عدالت

سے ہی شغل پیدا کرنا قائم کرتا ہے یا استاد جنہوں نے شعر کے بعد جو شعر مقطع کے ہوئے ہوں کو اس میں ٹھیک کر دیتا ہے۔ یا قدرتی شعر کے بجائے ہوتا ہے وظیفہ جس اپنی فہمی اور دسترس کی مدد سے درست فرماتے ہیں ہم نے بھی اس سلسلہ کو مضمون کی درستی کی ہے۔

حقیقت شناس صاحب لکھتے ہیں کہ بندہ ایک استاد شاعر کی خدمت میں حاضر ہوا شاعر کے پاس بہتر اشعار کے ورد ہوتا ہی کیا ہے۔ غزل سنانے کی فرمائش کی۔ غزل پڑھی گئی۔ جو شعر عنوان میں درج ہے استاد نے مرحوم مجذوم کے پڑھا۔ حقیقت شناس کی نوٹ بک میں یہ شعر کسی قدر تغیر کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔

نصیبے ہوتے نہیں تقسیم جب روز ازل
درد دل پورا کا پورا لکھ دیا میرے لیے

لکھ دیا کی جگہ استاد نے رکھ دیا پڑھا۔ لطافت اور متوسط رکھ دیا میں زیادہ تھی اسلیے حقیقت شناس نے نوٹ بک نکالی اور فرمائش کی کہ حضرت اس غلطی کی اصلاح فرما دیجیے۔ شاعر صاحب کو اس پر غصہ آیا کہ جو شخص کی نیت اعتراض کرنے کی ہے کمبخت آج مجھ سے ٹکراتا ہے کل اخبار کا غذ پر اپنے سید سے اعتراض جھگڑوں کے ساتھ اسے چھپوا دیگا۔ حالانکہ وہ بیچارہ پہلے ہی سے شاعر صاحب کے مستحق کمالات ہونے کا معتقد تھا۔ وہم کے جھولے میں طفل دل نے لمبے پینگ لینے شروع کیے آپ جانیے معترض سا ستم زیادہ مردود خلائق دنیا میں کوئی فرد نہیں ہے حضرت شاعر کو غصہ آیا اور ایک کاغذ کا تختہ اٹھا کے فرمانے لگے۔

استاد:۔ آپ کا نام؟

معتقد:۔ حضور تو خود ہی واقف ہیں۔

استاد:۔ میں واقف ہوں یا نہیں۔ قانون اور ضابطہ کی پابندی میں ذاتی معرفت فضول ہے۔ اچھا بتائیے آپ کیوں تشریف لائے۔

معتقد:۔ مشتاق ملاقات۔ سلام عرض کرنے۔ اور کلام بلاغت نظام سے مستفید ہونے۔

استاد:۔ درست۔ یہ بھی تو کہیے کہ شعر لکھنے اور عیب اسی وجہ سے پیدا نے حاضر ہوئے تھے۔ تو حضرت یہ ظاہر ہے۔ بندہ ابھی آپ سے ایک دستاویز پر دستخط کرا لیگا اور آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ اگر سہواً یا عمداً آپ نے میرے کلام پر اعتراض کیا تو مجھے حق حاصل ہوگا کہ کچہری کی زنجیر کھٹکھٹاؤں اور آپ پر توہین کا دعویٰ کروں۔

معتقد:۔ اے حضرت یہ کیا خیال ہے۔ بندہ ہمیشہ جناب کے ہر ایک کلام کا خوشہ چین ہے شعر پسند آیا تھا۔ لکھ لیا۔ غلط لکھا تھا درست کر لی۔ عالم نہیں فاضل نہیں شاعر نہیں ادیب نہیں۔ یہ دیکھیے بندے کی نوٹ بک۔ صدہا شاعروں کا پسندیدہ کلام اس میں موجود ہے۔ اگر یہی خیال ہے تو اسے لیجیے یہ ورق ہی چاک کیے دیتا ہوں۔ کہیے اب تو آپ کو اطمینان ہوا۔

استاد:۔ واہ! اطمینان کی ایک ہی ہوئی۔ نوٹ بک کا ورق پھاڑ ڈالا تو کیا ہوا صحیفہ دل کی لوح محفوظ پر جو کچھ منقوش ہے وہ تو مٹ نہیں سکتا۔

معتقد:۔ حضور۔ یہ تو یہی کہ شعر صفحہ دل پر منقوش ہے اور پنسل سے نہیں آہنی قلم سے لکھا ہوا موجود ہے۔ کلام ہی ایسا مؤثر ہے کہ سنتے ہی نشتر کی طرح دل میں بیٹھ گیا۔ پھر اسکا علاج کیا ہے؟

استاد:۔ علاج ولاج کیا اپنی ایسی تیسی یہاں باتیں نہ بنائیے لکھیے اقرار نامہ۔

اس وقت جناب استاد پورے مقنن بنے ہوئے تھے۔ گویا اپنی قانونی لیاقت کے زور سے طبقۂ زمین الٹ دینگے۔ معتقد یعنی مضمون نگار کے جی میں آئی کہ تعزیرات ہند کی وہ دفعہ پوچھے جس کے رو سے ایسا دعویٰ دائر ہو سکتا ہے۔ مگر پاس ادب مانع ہوا۔

معتقد:۔ اے حضرت۔ یہ کیا خیال ہے۔ میں تو خادم ہوں آپ کی تو وہی مثل ہوئی۔ ایک تھے کسی باغ بڑے میں بیٹھے پر بیٹھے پیشاب کرنے۔ پیچھے کے نیچے ایک آفت زدہ پانی سے پا دھو لینے کھڑا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ انہیں صاحب بیٹھے تو وہیں آس سے میں جو بیٹھا ہوں کہو جناب مگر صرف گرج کا زور شور دکھانے والے بادل کی طرح برستے نہیں۔ آپ نے کہا کہ جناب تو آپ کیوں کا بہ ملفوظ دہرا رہے ہیں جناب کھٹمل کے بدلے بجا فرمایا یہ موتوں اور آپ دعا کو رنگ چڑھا آپ ہے۔ ہوا کی لیے۔ ایسے نظروں میں ہو تو آتے ہیں۔

تو خداوند۔ یہ تو ہیں وہم ہے آپ کا خوف آشکار ہے کوئی بات کی وجہ نہیں جب تمام کے کوئی بتا دے پر شاعری پر چڑھا آپنے کو ایسی قسم وہ قسم۔ تو آپ کا شعر اسکے اپنے نام سے کہیں چھپے گا نہ اس پر نکتہ چینی کرسکیگا۔

معتقد صاحب یعنی مضمون نگار صاحب نے منطقی دلائل سے استاد کو قائل معقول کر دیا۔ مگر وہم کی بیماری لقمان کے پاس نہیں۔ اب وہ ناظرین پوچھتے ہیں ہیں کہ آپ حضرات خود ہی بچشم انصاف شعر مذکور کو ملاحظہ فرمائیں اس پر عیب ہی کیا ہے اول تو مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے اس میں عیب کہاں۔ عیب ہے کو سننے والے کی عقل میں۔ دیکھیے ایک قدیم شاعر کہتا ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

دوسرا شاعر کہتا ہے

قسمت کیا ہر ایک کو قسّام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو گل کو دیا ہنسنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

تیسرا شاعر کہتا ہے

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اور بھی صدہا شعر اسی مضمون کے ہیں مگر کسی کے جگر میں درد کا پورا کا پورا درد رکھا گیا نہ شعر بالکل الگ ڈھنگ اچھوتا ہے۔ پورے کا پورا پہلے لکھ دیا گیا تھا اب اصلاح ہوئی یعنی رکھ دیا گیا تو خاص لحاظ حضرت شاعر کے لیے امانت رکھا گیا یا جبلی کیا گیا اسکی خبر نہیں۔

شاعر نے یہ "درد" بے دلی نہیں ہے کسی کے لیے رکھا جائے تو معلوم ہو۔ جو پکارنے چلانے اور رونے لگے تو چارہ نہ۔ [illegible] تو عالی ظرفی۔

حقیقت شناس صاحب کا مضمون بہت [illegible] مگر انہیں شاید اس تاریخ التحصیل طالب علم کا حال معلوم



"انعام بالاستحقاق"

"نوازش! اکرم!! عنایت!!! آپ نے گزشتہ چند روز میں ہندوستان کی [illegible] کی تھیں [illegible] ۔ [illegible]

یہ آپ کی عنایت ہے کہ گاندھی کے عوض سلام کرتے ہیں۔ گردن پر اتنا لٹکانے کا فرض جس طرح مناسب سمجھیے ادا کیجیے۔ چہ حق در جہاں ...."



نہیں ہو گر حسن پر کیا بیہ لاد کے دمن کی حرمت پنچے اور راستے ہی انھیں ٹھگوں نے گھیر لیا ۔ اپنے نرغے میں لیے اور ان سے کہا چلتا دھندا کیجیے ہوری صاحب کا دل کتابوں کے لیے بے چین تھا بیچارے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ ایک تیر ترین علم خیز میں ڈال دیا ہراوری صاحب نے تیر کو وقت سے جدا کیا اور آواز لیا اپنے دل کو یوں تسلی دی :-

" یہ دولت ملاحدہ کفرۂ فجرہ اگر قلم و قرطاس کا لادا لوٹ لے گئے تو کیا ہوا ؟ حاصل علم یعنی الماس جو ہر اعلم تو میرے صندوق سینے میں محفوظ ہے وہ تو دستیاب نہیں ہو سکتا وہ تو آہن کو ساتھ چوب کے ختم کر کے اور راہ سینہ تعدی کوئی قبضہ کرے " غرض سمجھے کہ شاید الماس کا نگینہ موتی کھا گیا ہے غائب ہوا اور یک افتادہ خنجر سینے کے خزانے کو ٹھکرا دیا گیا۔

حقیقت شناس صاحب کو شکر فرمانا چاہیے کہ ان کے صندوق سینہ سے لوٹے آیا جو اسلحہ برآمد نہیں کیا گیا ۔ انھوں نے سخت جرم کیا تھا جو کچھ دو ہو جاتا تھوڑا تھا ۔ ہائے ہائے یہ کیسا مضمون دوسرا بھیجا گیا اور کھا رکھا یاد رہے کہ یہ سارا چور لوٹ لے جاتے۔

حقیقت شناس نے غلامت کیا جو ہماری طرف رجوع فرمائی دیکھا کہ پورا درست ہے ہم بھی داد دیجیے ۔

رفتہ

خاکسار دربار الشعرا

استقلال

جو لوگ اردو دنیا سے واقف ہیں وہ حضرت ساغر کو بھی اچھی طرح جانتا ہوگا ۔ آپ نے چند ماہ اسی طرف ایک ظریف ہفتہ وار پرچہ نکالا تھا اب " استقلال " کے نام سے ایک جریدہ شائع کیا ہے جس کا تیسرا نمبر اس وقت پیش نگاہ ہے نام بہت اچھا ہے اگر اس نام کی لاج بھی رکھی جائے تو سبحان اللہ مدینۃ العلم پنچ آمر الزماں کا لقب ہے مگر اب یہ لقب علیگڑھ کو سیکڑوں مبالغہ کے ساتھ عنایت ہو گیا یعنی پہلے مدینہ العلم اور علیگڑھ ہو گیا مدینۃ العلوم ۔ چنانچہ اس نام پر جب لوگوں نے بھونڈا نہیں تو لقب کیا ہے گو ادب شناس حضرات کا خیال ہے کہ نام مشترک ہو تو ہوں خاص القاب کا غصب جائز نہیں خصوصاً وہ القاب جو کسی حقیقت کی توضیح کرتے ہوں یا کسی ذات کے خصوصیات سے تعلق رکھتے ہوں ۔ خیر ہم کو اس بحث کو ذاکروں کے حوالے کیجیے کہ آیا یہ جائز ہی ہے یا نہیں ۔ کوئی اپنے گھر کا نام یا اپنا لقب شیخ الہند نہیں ۔ امکٹ تسنیم و کوثر سلسبیل مادر بھی رکھ لے تو ہمیں کیا غرض ۔ تو اس سے ہے کہ علیگڑھ سے استقلال نکلا ہے ۔ اور مدینۃ العلوم علیگڑھ کا وہ پیغامبر ہے ۔ ادبی بھی ہے سیاسی بھی ہے اخباری بھی ہے ۔ یہ ادعا صاف و قومی قابل مدح و ثنا ہیں ۔ ساغر صاحب دنیا میں کافی گردش فرما چکے ہیں اور یقیناً اب تجربہ ترقی کر گیا ہوگا لہذا امید ہے کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے کاغذ صاف اور سفید ہے پیمانہ خوبصورت ہے حجم مناسب ہے قیمت عہ سالانہ ہے باریں ہمہ او صاف

جب سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کی دانشمندی سے تعجب ہے کہ وہ یوں بیدار کہ ذی ہوشوں کے خواب میں آتے اور استقلال استقلال استقلال جاتے ہیں ۔ یہ روش اچھی نہیں ۔ کہنے کو تو علیگڑھ مدینۃ العلوم ہے مگر آج تک وہاں سے کوئی اردو اخباری کاغذ ہفتہ وار یا روزانہ نکل کے پنپا نہیں ۔ یہ کمی حضرت ساغر نے پوری کر دی ۔

استقلال کے لفظی معنی جہاں بلند کردش ہوا مشتق و لفظ ہراوان کے ہیں وہاں رفتن و کوچ کردن تحرم و کرم کردن و از کہ شمودن و خشم و لرزہ گرفتن کے بھی ہیں خدا کرے کہ جناب ساغر کے نام کے ساتھ " استقلال " بلند ہو اور دوسرے معانی سے سابقہ نہ پڑے ۔

سیوان کے احق اور جہالت کے عزیز ہند لے تبراں " استقلال " استقلال سے مضمون حوالہ دیے بغیر نقل کر لیے ۔ جناب ساغر کو ان سے شکایت ہے اور بجا ہے ۔ علاوہ اقتباس بعض معاصرین سے گلہ ہے کہ انھوں نے تبصرہ سے بھی چشم پوشی فرمائی اور مبارکباد بھی منظور نہ کی ۔

ہم شکایات کا موقع نہیں دینا چاہتے لہذا بیانگ قلم اعلان کرتے ہیں کہ ہم کبھی مضمون نہ چرائیں گے ۔ تبصرے کا فرض ادا کر دیا ابھی ہیں آتا ہی کیا ہے وہی پوڑھے غرے اور اسبارات کو سعادت رسی بھیجے کہ سو کاپیوں سے زیادہ صرف مبارکات میں گنجائش نہیں ہے تو ادنیٰ فضلہ کا حل ہے اور جب تک ہمیں ایک آدھ خود ہی شکستہ مردہ ہے جگہ خالی ہونے کی امید نہیں ۔ اگر کسی نے پنشن لی تو ضرور جناب ساغر کی فرمائش پوری کی جائے گی ۔ اس میں ذرہ ہے نہ تکبر ہے ۔ یہ معاملے کی بات ہے خفا نہ ہو جیے بندہ نواز ۔ والسلام ۔

مولانا شیخ کی لوٹ بک

(عطر کبریت احمر)

ہمارے ایک دوست کی اصطلاح میں ہرگز گوری جرم وہ جرم ہے جس کو کبریت وقت تشویش جرم ہی درد دینے کے عوض سزا سے معاف رکھتی ہے ۔ جارسی لال کا کوری والے معاملے میں ہرگز گوری جرم تھے سنا گیا ہے کہ انھیں کسی نے ایک پارسل بھیجا ۔ شاید پارسل کے لیبل پر لکھا ہوا تھا " اسمیں عطر ہے " ۔ جتنی چیز کیسے بڑی معلوم ہوتی ہے پارسل کا گھر میں آنا تھا کہ اس مال وقت کے گرو سب عزیز و اقربا جمع ہو گئے تختہ کھلتے ہی معلوم ہوا کہ عطر کا کنستر نہیں بم کا گولا ہے اب تو رشتہ داروں کے جو کہیں تختہ پر تھوڑی زور پڑ جاتی تو جھکے ہوئے مشتاقوں کے چہرے کم از کم آنکھ شم سے ابد محروم ہو جاتے ۔ وہ تو کہیے خدا نے خیر کی اور معلوم ہو گیا کہ خوشبو دار عطر نہیں بدبودار گندھک ہے ۔ اور کچھ گندھک نے بھی درگزر سے کام لیا ورنہ وہی حال ہوتا جو عضد الدولہ کے عہد میں قزاقوں کا ہوا تھا ۔ کہتے ہیں کہ ہیزوں کا ایک گروہ قافلوں پر چھاپے مارا کرتا تھا عضد الدولہ کو خبر ہوئی اپنے علاقے میں سنکھیا ملا کے صندوق بھرے اور رنگ صرف بیہ لاد کے ایک تاجر کے ساتھ کر دیے

ڈاکوؤں نے صندوق رکھے حلوائے مفت پر چھاپے مارے اور جان شیریں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ گرگٹ سے بھی مارے گئے زہر سے بھی۔ روز الغزہ کا نزیب تھا یہ شمارہ کا جبل ہے۔

فداے ہوس

بریلی اور ہیلکمینڈ کی آب و ہوا دماغ کو راس نہیں۔ حال کی خبر ہے کہ ایک صاحب نے قدرتی قوت کو زیادہ ترقی دینے کی غرض سے کسی ایسی ویسی کتاب میں نسخہ قوت ملاحظہ فرما کے جھٹ پٹ تیاری کر لیا۔ اس نسخہ میں ۶۰ ماشے سنکھیا اور ۶۰ ماشے دھتورا بھی تھا۔ نسخے کے زوردار ہونے میں کیا کلام ہے۔ دو گولیاں خود کھائیں اور دو اپنے رفیق کو کھلائیں۔ رفیق صاحب تو ان گولیوں کے فیض سے دوسرے دن ختم ہو گئے اب عالم بالا میں مزے کر رہے ہیں۔ اور خود حضرت کسی دانشمند حکیم کی لطیف تدبیر سے جانبر تو ہوئے مگر جیل رہے ہیں۔ امید ہے کہ جنگ تو رہا اور کرکس قوت میں مفت ہو زیارت ہو گئی ہوگی۔ ایک اخباری کاغذ کے رپورٹر صاحب ایسی کتابوں کے مصنفین کے خلاف بازپرس کا قانون بنوانا چاہتے ہیں۔ عقل حیران ہے کہ قانون بنوانے کا خواہشمند زیادہ عقلمند ہے یا ایسے نسخوں کا بغیر مشورہ طبیب استعمال کرنے والا۔ اوراق کتاب گناہگار ہیں یا مسودمین کی ہوس۔ کتابوں میں سمیات کے مرکبات ہزاروں موجود ہیں۔ دھتورا اور سنکھیا غیر معروف زہر نہیں۔ ہمارے نزدیک بوالہوسوں کی تعداد کم کرنے کے لیے ایسی کتابوں کا چھاپنا بہت ضروری ہے۔ مرنا اور مس عضو شریف پر تصدق ہو کے مرنا زندگی جاوید ہے۔ انسان قبر کی صورت دیکھتے ہیں برخلاف دوسرے مردوں کے فوراً اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

زوجۂ فضیل بن ہاشمی حکومت ہند

نقل ہے کہ فضیل اپنی زوجہ کے ساتھ پلنگ پر آرام کر رہے تھے جب بی بی کی آنکھ لگ گئی تو لونڈی نے میاں سے آنکھیں لڑائیں۔ دبے پاؤں اٹھے اور لونڈی کو بی بی بنانے کے بعد پلٹے۔ ایک بچھو خدا جانے کہاں سے ٹوٹا مارا دمیں پھدک رہا تھا آپ جانیے ایسے چوری کے معاملے میں عتاب زدگی جوتا پہن کے چلیں پھونس تو پیروں کی چاپ بھنڈا پھوٹے اور ڈھنڈورا پیٹ کے سونے والی کو ہشیار کرے۔ اسلیے پابرہنہ اٹھے تھے کمبخت بچھو نے ستم کیا چوری کی مٹھائی کے فرش میں نیش زہر آلود مار دیا۔ سنگ آمد و سخت آمد۔ درد کتنا تھا آہ کر دل کتنا تھا چپ رہ سے

مصیبت کون جھیلے عیش تو تو نے اٹھایا تھا

غرض گرتے پڑتے ہاتھ سے منہ بند کیے آہستہ سے چارپائی پر لیٹے اور کروٹ بدل کے ایک آہ کی بی بی کی آنکھ کھل گئی۔ پوچھا کیا ہے؟ کہا بچھو نے ڈس لیا۔ مگر بی بی تھیں معاملہ فہم حیرت ہو گئیں کہ بھلا چارپائی پر بچھو نگوڑا کہاں سے آیا کچھ دال میں کالا کالا ہے۔ رات جھاڑ پھونک تدبیر و مداوا میں گئی صبح کو فرش پر ننگے پاؤں کے ناکی نقش نے شیشہ سیاہ کاری کا نشان دیا اور احتمال کے نقش پر آب کو یقین کے ٹھپے سے نقش حجر کر دیا۔ بی بی نے کہا۔ تم رات کو اٹھ کے کہاں گئے تھے۔ کہا پیشاب نے بولا دیا تھا جلدی میں ننگے پاؤں تک درست کرنے چلا گیا۔ ایسے کہ لا لائی لطافت میں پیشاب زور باندھتا ہے تو عقل صحیح نہیں رہتی۔ بی بی نے مناظرہ پسند نہ کیا مگر گھر کی تمام لونڈیوں اور نوکروں سے ذرو نے حلف عہد لیا کہ سال بھر تک یہ گھر چاہے بچھوؤں سے بھر جائے مگر ایک بچھو بھی نہ مارنے پائے۔ مت

اذا عصی اللہ فی دارنا
فان عقاربہا تغضب
وو دار اذا نام حراسہا
اقام الحدود بہا عقرب

(جب ہمارے گھر میں کوئی شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو ہمارے گھر کے بچھو بگڑتے ہیں۔ وہ گھر بھی کیا گھر ہے کہ جب نگہبان غافل ہوتے ہیں تو بچھو خدائی قانون کی سزا دیتے ہیں)

اس میں شبہ نہیں کہ حکومت کا محکمہ پولیس باغیانہ خیالات رکھنے والوں کو بچھو کی طرح ڈسنے میں کامیاب ہے۔ باغی آج تھے کل تھے پاؤں تلے بہ تقسیم کے آجتہ تما کر سازباز کرنے۔ دھرے گئے۔ لیکن بی بی گورنمنٹ سرتیا ڈنک جلادن عقرب کشی سے متنفر ہیں یہ اچھی بات نہیں۔ کینہ ہو یا نہ طبیعت کا علاج بدل نہیں سکتا۔ کم از کم ان لوگوں کے بچاؤ کی تدبیر ہونی چاہیے جو بیچارے ادھی لونڈی کے ساتھ جھنجھلانے کی نیت سے نہیں بلکہ درحقیقت پیشاب کے ضرورت زور زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ کیا سبب کہ پولیس کے اکثر افراد بے احتیاط ہوتے ہیں یہ بدنامی بہت بڑائی ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ دنیا انہیں اپنی جان کا محافظ تصور نہیں کرتی ان سے ڈرتی ہے۔ انہیں کوئی اخلاقی حد للفنش جرائم سے دنیا سے نہیں روکتی۔ یہ بات رعایا کے حق میں جتنی مضر ہے اتنی ہی حکومت کے حق میں بھی۔ [illegible] ایسے ہوتے ہیں جن میں رعایا حکومت کو دعائے بد دیا کرتی ہے حالانکہ حکومت بے قصور ہے۔ پولیس کو اختیارات دیتے ہیں اسکی نسبت بخیر ہے مگر اختیارات دیتے وقت ایسی کسوٹی کام میں لانی چاہیے جو شرافت کا اندازہ کر سکنے کی استعداد رکھتی ہو۔ اور نوکری کی ملتا آنا کے سر نہ منڈھی جائے۔

درخواست [illegible] سرکٹ [illegible] بہادر گونڈا

[illegible]

مسماۃ [illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

دستخط حاکم عدالت

مہر عدالت